برطانوی اساتذہ بھی معاشی بحران کی زد میں

تحریر: سہیل احمد لون

برطانیہ میں تعلیمی شعبے کوملکی معیشت میں وہی مقام ہے جو وطن عزیز کی تنزلی میں کرپشن کو ہے۔ برطانیہ کا بہتر تعلیمی معیار ہر دور میں باعث کشش رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں غیر ملکی طلباء کی کثیر تعداد ہے۔ گزشتہ کچھ برسوں میں برطانوی اساتذہ کرام سمیت طلبا اپنے مسائل سمیت متعدد بار سڑکوں پر آکر احتجاج کرنے پر مجبور کیا ہوئے۔ طلباء نے یونیورسٹی کی فیسوں میں چند برسوں میں تین گناہ اضافہ کرنے پر شدید احتجاج کیا۔ برطانوی حکومت کا موقف تھا کہ مہنگائی کے اس دور میں اعلیٰ تعلیمی معیار برقرار رکھنے کیلئے فیسوں میں اضافہ ناگزیر ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ حکومتی پالیسی میں شاید یہ چیز بھی شامل تھی کہ فیس زیادہ کرنے سے ایسے امیگرینٹس کا راستہ تنگ کیا جائے جو طالب علم بن کر برطانیہ میں آ جاتے ہیں مگر ان کا مقصد پڑھائی نہیں بلکہ برطانیہ میں مستقل قیام ہوتا ہے۔ اس پالیسی سے امیگریشن تو کنٹرول نہ ہوئی مگر ان طلباء کے لیے مشکلات بڑھ گئیں جو حقیقت میں پڑھائی کے لیے برطانیہ آتے ہیں۔ ایک دہائی سے کم عرصے میں فیسوں میں اضافہ تین گناہ کر دیا گیا ہے۔ فیسیں بڑھانے کے باوجود اساتذہ کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں کیا گیا جس سے اساتذہ کرام شدید مالی بحران کا شکار ہیں۔ 17 اکتوبر کو نیشنل یونین آف ٹیچرز (NUT) کی طرف سے ہڑتال کی کال دی گئی جس میں سکول کے ٹیچرز نے احتجاج کیا، اپنی تنخواہ اور پینشن بڑھانے کے علاوہ دیگر مراعات میں بہتری کا مطالبہ کیا گیا۔ اس کے بعد یونیورسٹی کالج یونین (UCU) نے 31 اکتوبر کو ملک گیر ہڑتال کی کال دی ہے جس میں ٹریڈ یونین کی بھرپور معاونت ہوگی۔ فیسیں بڑھانے سے غیر ملکی طالب علموں کی تعداد میں ہی کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ برطانوی طلباء کی شرح میں تقریباً 9 فیصد کمی ہو چکی ہے۔ موجودہ حالات میں اعلیٰ تعلیم کا حصول عام آدمی کے لیے مشکل ہوتا جا رہا ہے جبکہ دوسری طرف تعلیم دینے والے بھی معاشی کرب کا شکار ہیں۔ جب پڑھنے اور پڑھانے والے ہی ذہنی سکون میں نہ ہوں گے تو دماغی محنت کیسے ممکن ہوگی؟ بجلی اور گیس کے نرخوں میں 8 سے 9 فیصد اضافہ بھی کیا جا رہا ہے جس سے عوام کی مشکلات میں مزید اضافہ ہوگا۔ پاکستان میں جب کہیں دہشت گردی کا واقعہ رونما ہو تو سیاستدان مذمت کرنے کے ساتھ غیر ملکی ہاتھ ملوث ہونے کا اعلان کر کے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔ برطانوی سیاستدان معاشی بحران کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے بلکہ امیگرینٹس کو اس کی بنیادی وجہ قرار دے کر عوام کی توجہ اپنے سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ لوگ تو برطانیہ میں امیگرینٹس کی حیثیت سے آتے ہیں جبکہ تاجدار برطانیہ ایک طویل عرصہ تک دنیا بھر کے ممالک میں گھس بیٹھیے کی حیثیت سے رہا ہے، بہر حال وقت بہت کچھ بدل دیتا ہے۔

برطانوی سیاستدانوں کی اکثریت اس بات کا تاثر دیتی نظر آتی ہے کہ ملک میں جرائم کی شرح میں اضافہ بھی امیگرینٹس کی وجہ سے ہے۔ گزشتہ دنوں برطانوی حکومت نے غیر قانونی امیگرینٹس کے خلاف باقاعدہ مہم کا آغاز کیا جس میں ٹرک نما گاڑی پر اشتہار بازی کی گئی جس میں غیر قانونی امیگرینٹس کو برطانیہ چھوڑنے کی وارننگ درج تھی۔ لوگوں نے اسے سخت ناپسند کیا تو اس مہم کو بند کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اس

کے بعد موبائل فون پر ایس ایم ایس کرنے کی مہم شروع کی گئی ۔ جسے ڈیوڈ کیمرون نے بھی بہت پسند کیا۔ہوم آفس نے تقریباً 58000افراد کو ایس ایم ایس کیے۔بعض لیگل امیگرینٹس کو بھی موبائل پر ایسے ایس ایم ایس موصول ہوئے جس سے انہوں نے شدید غصے کا اظہار کیا۔ایک طرف تو برطانوی حکومت امیگرینٹس کے لیے سخت قانون متعارف کروارہی ہے دوسری طرف مشرقی یورپ کے ''کنگلے ممالک'' کو یورپ بلاک میں شامل ہونے کی وجہ سے برطانیہ میں وہی حقوق دینے پڑ رہے ہیں جو یورپ کے دیگر ممالک کے لیے ہیں۔چند ماہ میں رومانیہ کے لوگ بھی برطانیہ میں موجیں کرتے نظر آئیں گے۔حالات دیکھ کر محسوس یہ ہوتا ہے کہ ایشیائی باشندوں پر مشرقی یورپ کے باشندوں کو ترجیح دی جارہی ہے۔ایشیائی یا افریقی باشندوں کو ہی امیگرینٹس کی عینک لگا کر دیکھا جارہا ہے۔حالانکہ ایشیائی اور افریقی باشندے برطانیہ کی معیشت میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔اگر صرف ایک ہفتے کے لیے تمام افریقی اور ایشیائی باشندے چھٹی پر اپنے اپنے وطن چلے جائیں تو تمام نظام درہم برہم ہو جائے۔ہسپتالوں میں ڈاکٹروں ،نرسوں سمیت دیگر عملے کی ایک کثیر تعداد کا تعلق ایشیائی اور افریقی باشندوں سے ہے،اسی طرح ڈاک خانے ،دفتر روزگار،کونسل ،ایئر پورٹس ،ہوٹلوں ،ریسٹورنٹ ،دیگر سرکاری اور پرائیوٹ اداروں میں ایشائی اور افریقی باشندوں کا تناسب ان کے محنتی ،پیشہ ور اور ہنر مند ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔جہاں تک غیر قانونی امیگرینٹس کا تعلق ہے تو ان کے ملک میں آنے سے لے کر بینیفٹ سسٹم کے ناجائز استعمال تک کی ذمہ داری بھی سیاستدانوں پر ہی عائد ہوتی ہے۔پارلیمنٹ میں آنے کا مقصد ہی ملک کی بہتری کے لیے قوانین اور پالیسی بنانا ہوتا ہے۔اس بارے میں بھی سوچنا ہو گا کہ آخر لوگ اپنا دیس چھوڑ کر جان داؤ پر لگا کر غیر قانونی طریقے سے برطانیہ داخل ہونے کی کیوں کوشش کرتے ہیں؟ جب تک اس وجہ کو ختم نہ کیا گیا غیر قانونی طور پر ملک میں داخل ہو کر بینیفٹ سسٹم سے فائدہ لینے والوں کا راستہ بند کرنا کبھی ممکن نہیں۔برطانوی سیاستدانوں کو دیسی سیاست کرنے کی بجائے ایسی پالیسی بنانا چاہیے جس سے معاشی بحران پر قابو پایا جاسکے۔اگر حالات ایسے ہی رہے تو طالب علموں اور اساتذہ کرام کی طرح بہت جلد دوسرے طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی سڑکوں پر احتجاج کرتے نظر آئیں گے۔مادر جمہوریت برطانیہ میں احتجاج اور ہڑتال سب کا جمہوری حق ہے جسے استعمال کرنے پر کسی کو قصوروار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔برطانوی حکومت کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہونا چاہیے کیونکہ جہاں تعلیم دینے والے اور تعلیم حاصل کرنے والے سڑکوں پر احتجاج کرنا شروع کردیں وہاں کا مستقبل کیسے روشن ہو سکتا ہے؟اور اگر برطانیہ میں استاد معاشی بحران کا شکار ہورہا ہے تو پھر ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ دنیا کی بڑی تہذیبوں اور قوموں کے زوال کی ابتدائی نشانی ہی یہ ہوتی ہے کہ وہاں استاد کا معاشرتی مقام گرجاتا ہے جو یقیناً اُس کی معاش سے جڑا ہوتا ہے۔صرف برطانوی پارلیمنٹ کی دنیا کی پارلیمنٹوں کی ماں نہیں بلکہ برطانیہ کے کالج اور یونیورسٹیوں نے بھی دنیا میں لاکھوں تعلیمی اداروں کو جنم دیا ہے اور دنیا کے دوسری قوم کے بڑے اور عظیم لیڈر انہیں اداروں سے پڑھ کر اپنی اپنی قوم کی خدمت کے عظیم مرتبے پر فائز ہوئے ہیں۔تعلیمی ادارے اساتذہ سے ہی بنتے ہیں ورنہ خوبصورت عمارتیں اور بڑی گراونڈز کسی کو کیا سکھا سکتی ہیں۔سو برطانیہ کے اہلِ عقل کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ برطانوی استاد پر معاشی زوال درحقیقت دنیا بھر میں' ہر شعبے میں قیادت کا فقدان پیدا کردے گا۔جس کا نتیجہ یقیناً انتہائی خوفناک ہو گا۔پاکستان میرا وطن ہے اور میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہاں ہر شے کا فقدان ہے سوائے کرپشن اور دہشتگردی کے' لیکن اس کی

واحد وجہ معاشرے میں استاد کی عدم دستیابی ہے کیونکہ وہاں جو لوگ پڑھا رہے ہیں انہیں ابھی خود استادوں کی ضرورت ہے لیکن برطانیہ جس کے استادوں نے میرے وطن میں قائداعظم ٗ بھٹو ٗ بےنظیر اور انگنت قائد پیدا کیے آج اگر استادوں کے حوالے سے قحط کا شکار ہوتا ہے تو پھر ہمیں برطانیہ کے مستقبل بارے نئے تجزیے کرنا ہوں گے جو ابھی برطانوی اہلِ عقل کرنے کیلئے تیار نہیں ۔ 31 اکتوبر کو اگر برطانیہ میں اساتذہ کی ملک گیر ہڑتال ہو جاتی ہے تو یہ برطانیہ کی تعلیمی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہو گا۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

25-10-2013.